حدیث لولاک

پروہابیوں کے

اعتراضات کا

علمی محاسبہ

علامہ محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

حدیث لولاک پر وہابیوں کے اعتراضات کا علمی محاسبہ

از قلم: مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی شاہ کوٹ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم اما بعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور مجسم شفیع معظم سید الانبیاء مولائے کل ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار عظمتوں و رفعتوں سے نوازا مسلمان جب بھی اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی عظمت و رفعت و شان سنے گا۔ تو اسکا دل خوشی سے باغ باغ ہو جائے گا۔ اس میں خواہ کوئی عالم ہو نہ ہو اور دوسری طرف وہابیوں کے ہاں عظمت مصطفیٰ ﷺ کے اظہار پر صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ ان کے نام نہاد علماء عظمت مصطفیٰ کیخلاف صفحات کے صفحات اپنے سیاہ قلوب کی طرح سیاہ کر دیتے ہیں ابھی حال ہی میں "الجزء المفقود من المصنف عبدالرزاق" کے حصول پر اہل سنت کے ہاں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ مگر دوسری طرف پوری وہابیت اسکی تردید کیلئے کمر بستہ ہو گئی۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر راقم الحروف نے اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے ان بے ادب گستاخوں کی خرافات کا منہ توڑ جواب دیا جو ان صفحات میں شائع ہو چکا ہے اور اب وہابیوں کے آرگن ماہنامہ محدث لاہور میں حدیث لولاک کے خلاف مضمون شائع کیا گیا تو احباب کے اصرار پر اس وہابی مضمون کا جواب پیش خدمت ہے۔

حدیث لولاک سے مراد یہ ہے کہ حضور سید عالم ﷺ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حدیث لولاک متعدد اسناد اور متعدد متون والفاظ کے ساتھ جلیل القدر علمائے امت محدثین اور اہل سیر علماء نے نقل فرمائی ہے اس کے چند ایک حوالہ جات درج کیے جاتے ہیں ورنہ ایک ضخیم دفتر درکار ہے۔

۱۔ مشہور محدث وصوفی امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ:
(کشف الغمۃ ص۹۳ ج۲)

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے امام عبدالوہاب کو محدث وصوفی متبع سنت اور بدعت سے اجتناب کرنے والے، صاحب کرامت اور کثیر التصانیف لکھا ہے۔ (التاج المکلل ص۴۶۱)

وہابیہ کے امام العصر مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ مصر کے اولیاء اللہ سے تھے۔ مجھ نابکار کو ان سے بہت عقیدت ہے۔ (میں نے) انکے مزار مقدس پر فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہل حدیث ص۸۲ حاشیہ)

۲۔ مشہور محدث امام تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ: (شفاء السقام ص۱۲۳)

۳۔ مشہور محدث ومفسر امام ابن کثیر:
(مولد النبوی ص۱۶، البدایہ والنہایہ ص۸۱ ج۱، ص۳۲۲ ج۲)

۴۔ محدث حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (دلائل النبوت ص۴۸۹ ج۵)

۵۔ مشہور محدث حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی طبرانی: (المعجم الصغیر للطبرانی ص ۳۔۸۲ ج ۲)

۶۔ مشہور محدث امام ابن جوزی: (الوفا باحوال المصطفیٰ ص۳۳ ج۱)

۷۔ مشہور محدث حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی:
(مجمع الزوائد ص۲۵۳ ج۸)

۸۔ مشہور محدث امام ابوعبداللہ محمد عبداللہ حاکم نیشاپوری:
(المستدرک ص ۲۱۵ ج ۳، ص ۲۱۶ ج ۳)

۹۔ مشہور محدث امام قسطلانی: (المواہب اللدنیہ ص ۱۰ ج ۲)

۱۰۔ مشہور محدث امام زرقانی: (زرقانی علی المواہب ص ۴۲ ج ۱)

۱۱۔ مشہور محدث امام جلال الدین سیوطی: (الخصائص الکبریٰ ص ۱۲ ج ۱، در منثور ص ۵۸ ج ۱، انیس الجلیس ص ۱۳۰)

۱۲۔ محدث امام قاضی عیاض مالکی: (الشفاء ص ۱۰۴ ج ۱)

۱۳۔ محدث جلیل ملاعلی قاری: (موضوعات کبیر ص ۱۹۴، شرح الشفاء ص ۲۲۵ ج ۲، المورد الروی ص ۴۷)

۱۴۔ امام شہاب الدین خفاجی: (نسیم الریاض ص ۲۲۵ ج ۲)

۱۵۔ امام اسماعیل حقی: (تفسیر روح البیان ص ۱۸ ج ۲، ص ۸۳۹ ج ۲)

۱۶۔ امام برہان الدین حلبی: (انسان العیون سیرت حلبیہ ص ۲۵۷ ج ۱)

۱۷۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی:
(مدارج النبوت ص ۱۱۶ ج ۱، اشعۃ اللمعات ص ۴۶۶ ج ۴)
وہابیہ کے امام العصر ابراہیم میر سیالکوٹی نے شیخ عبدالحق سے بڑی عقیدت کا اظہار کیا۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۲۷۴)

۱۸۔ امام محمود آلوسی: (تفسیر روح المعانی ص ۵۱ ج ۱)

۱۹۔ حضرت مجدد الف ثانی:
(مکتوبات امام ربانی دفتر سوم حصہ نہم ص ۱۵۵ مکتوب ۱۳۲)

۲۰۔ امام فاسی: (مطالع المسرات ص ۲۶۴)

۲۱۔ سیدی عبدالعزیز دباغ: (الابریز ص ۳۲۰)

۲۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: (تفسیر عزیزی ص ۱۸۲)

۲۳۔ امام عبدالرحمٰن صفوری: (نزہۃ المجالس ص ۱۱۹ ج ۲)

۲۴۔ امام یوسف نبھانی: (جواہر البحار ص ۲۸۸ ج ۱، ص ۱۹۴ ج ۲، ص ۲۹ ج ۳، ص ۲۰۷ ج ۴، افضل الصلوٰت ص ۱۱۷، شواہد الحسن ص ۱۳۷، الانوار المحمدیہ ص ۲۰۵)

۲۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: (فیوض الحرمین ص ۵۶)

۲۶۔ الاتحاف السنیہ فی الاحادیث القدسیہ ص ۸۷

۲۷۔ امام بومیری: (قصیدہ بردہ شریف ص ۲۶)

۲۸۔ امام بیجوری: (شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۲۶)

۲۹۔ ملا معین واعظ کاشفی: (معارج النبوت ص ۲۶۷ ج ۱)

۳۰۔ عبدالحیٔ لکھنوی: (الآثار المرفوعہ ص ۳۵)

۳۱۔ چراغ دہلوی: (صحائف السلوک ص ۱۰۵)

۳۲۔ (مجموع الاربعین ص ۸۸۵)

۳۳۔ غیاث الدین رامپوری: (غیاث اللغات ص ۳۸۸)

۳۴۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ: (قصیدۃ النعمان ص ۱۵)

۳۵۔ شیخ سعدی: (بوستان ص ۲۰)

۳۶۔ شیخ ابن العربی: (فتوحات مکیہ)

۳۷۔ مولانا جامی: (تحفۃ الاحرار ص ۲۷)

۳۸۔ امام ابن حجر مکی: (الجوہر المنظم ص ۳۵)

۳۹۔ مولانا گھلوی: (شرح زلیخا وتحفہ ص ۱۷)

۴۰۔ امام احمد رضا بریلوی: (تجلی الیقین۔ حدائق بخشش)

۴۱۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی: (انفاس رحیمیہ ص ۱۲)

۴۲۔ (مولد رسول اللہ ورضاعہ ص ۱۹)

۴۳۔ امام ابن عساکر:
(تاریخ مدینہ دمشق کبیر لابن عساکر ص ۵۱۷ ج ۳)

اسکو متعدد دیوبندی اکابر نے بھی نقل کیا خود مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی نے فتاویٰ ثنائیہ میں اپنا اور دیوبندیوں کا مخرج ایک بتلایا ہے اس لیے اب ان دیوبندیوں کے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

اشرفعلی تھانوی: مواعظ میلاد النبی ص ۴۹۷، نشر الطیب ص ۱۱، کمالات اشرفیہ ص ۱۰۰، الشرف ص ۱۵۲ امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۴۔

ذوالفقار احمد ولد محمود الحسن دیوبندی
عطر الوردہ ص ۱۷، ص ۲۵۔

محمد ذکریا کاندھلوی دیوبندی:

فضائلِ ذکر ص ۱۱۱، تبلیغی نصاب ص ۵۸۹۔

قاری محمد طیب دیوبندی: آفتابِ نبوت ص ۱۲۴۔

حسین احمد مدنی دیوبندی۔ شہابِ ثاقب ص ۴۷۔

عطاء اللہ شاہ بخاری دیوبندی۔ دیوانِ سواطع

الالہام ص ۲۵۔

ترجمان دیو بند:

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

مسیح اللہ خان خلیفہ تھانوی دیوبندی

ذکرِ النبی ص ۲۴۔

عنائت علی شاہ خلیفہ تھانوی دیوبندی

باغ جنت ص ۲۸۶۔

حلیہ ظریف احمد دیوبندی ذکر النبی ص ۲۶۔

کرم الٰہی خلیفہ تھانوی دیوبندی

سفینہ افضال الرحمٰن ص ۲۸۰۔

مفتی رشید احمد دیوبندی

احسن الفتاوٰی ج ا ص ۴۸۵۔

اس روایت کو خود وہابیوں کے مولوی نور محمد سورتی نے بھی اپنی کتاب شہباز شریعت میں نقل کیا ہے۔

وہابیوں کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے واقعہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ آپ نے راہب کے سامنے خواب بیان کیا تو راہب نے حضور علیہ السلام کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ اگر وہ (حضور سرور کائنات ﷺ) نہ ہوتا تو اللہ آسمان وزمین و مافیھا کو اور آدم اور جملہ انبیاء۔ پیدا نہ کرتا۔ (تکریم المرسلین ص ۱۱)

قارئین کرام غور کیجئے کہ حدیث لولاک کو اتنے کثیر التعداد علمائے اُمت محدثین کرام اہل سیر بلکہ خود دیوبندی وہابی اکابر نے بھی نقل کیا ہے۔ کیا ان سب کو وضاع اور کذاب کہا جائے گا۔ کیا یہ سب بے دین تھے۔ قرآن وسنت سے جاہل تھے۔

نعوذ باللہ من هذه الخرافات

پھر وہابیوں کے کذاب ہونے کی اس سے بڑی کیا شہادت ہوسکتی ہے کہ ایک طرف یہ دعویٰ کرتے نہیں تھکتے کہ اہل حدیث کے دو اصول، فرمان خدا فرمان رسول اور پھر یہ کہ غیر معصوم اُمتی کی تقلید شرک ہے دوسری طرف جب اپنی مرضی کی بات ہوتی ہے تو آئمہ جرح وتعدیل سے اپنی مرضی کی عبارات واقوال کی تقلید کر لیتے ہیں۔ جن راویوں پر جرح محدث رسالہ میں صاحب مضمون وہابی نے کی ہے اس کو چاہیے کہ ان کا وضاع و کذاب ہونا کسی غیر معصوم اُمتی سے پیش نہ کرتا بلکہ ڈائریکٹ خدا در سول سے ہی پیش کرتا۔ امام عجلونی اور ملا علی قاری کے حوالہ سے خود وہابی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ ان حضرات محدثین کرام نے اس روایت لولاک کو معناً صحیح تسلیم کیا ہے مگر پھر اپنی وہابیانہ گندی ذہنیت کے تحت اپنے ہی نام نہاد محدث السہانی سے اس کے رد کی کوشش کی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ امام عجلونی علیہ الرحمۃ اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کے سامنے السہانی کی کیا حیثیت ہے دوسری بات یہ ہے یہ تو وہی بات ہوگئی کہ گھر کا دعویٰ گھر سے دلیل، امام حاکم نے اگر اس حدیث کو صحیح الاسناد کہہ دیا تو امام حاکم پر برس پڑے کہ ان کا متاہل ہونا محدثین کے نزدیک ایک مسلمہ امر ہے مگر جن محدثین کرام سے ان روایات پر جرح کر رہا ہے ان کا حال بھی تو انہی جلیل القدر آئمہ محدثین کرام سے ہی لکھ دیتے مگر وہ ایسا اس لیے نہیں کرے گا کہ وہ وہابی مذہب کے حق میں نہیں ہے محدث ابن جوزی کا صحیح احادیث کو بھی موضوع کہہ دینا محدثین کرام ہی نہیں خود وہابی اکابر کو بھی مسلم ہے۔ جلیل القدر آئمہ محدثین کرام نے ابن جوزی کی تردید بھی کی ہے۔ مثلاً

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

وابن الجوزی متساهل فی الحکم علی الحدیث بالوضع . "اور ابن جوزی حدیث کو موضوع کہنے میں متساہل ہے"۔ (اللآلی المصنوعہ ص ۳۳ ج ۲)

مولوی عبدالحیٔ لکھنوی بھی لکھتے ہیں کہ ابن جوزی صحیح حدیثوں تک کو موضوع بھی کہہ دیتے ہیں۔ (التعلیق الممجد ص ۳۳)

خود وہابیوں کے محدث امیر یمانی ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ "امام نووی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے لیکن ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے حالانکہ اسنادہ صحیح ۔ (سبل السلام ص ۱۹۴ ج ۳)

یہی امیر یمانی لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے جو اس حدیث کو غیر صحیح قرار دیا ہے۔ اسکا جواب سید محمد بن ابراہیم القدیر نے دیا ہے کہ فاما ابن الجوزی فلم یعرف هذا الشان وقد ذکر الذهبی فی ترجمته فی التذکرة کثرة خطاء له فی مصنفاته . " ابن جوزی صحیح اور ضعیف حدیث کی پرکھ نہیں رکھتے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ان کے ترجمہ میں کہا ہے کہ ابن جوزی کی کتابوں میں اغلاط کی کثرت ہے"۔

(سبل السلام ص ۲۵۹ ج ۳)

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی لکھتے ہیں کہ

فانه تساهل فی موضوعاته حتی ذکر فیما ما هو صحیح فضلا عن الحسن فضلاً عن الضعیف . "کہ ابن جوزی نے صحیح حدیثوں کو موضوعات میں شمار کردیا ہے چہ جائیکہ وہ حسن اور ضعیف حدیثوں کو موضوعات میں شمار کریں۔

(الفوائد المجموعہ ص ۳ طبع مصر)

مزید لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو وضوع حدیثوں کی حد میں داخل کر کے ٹھوکر کھائی ہے۔ کیونکہ حسین مذکور سے اہل الصحیح نے احتجاج کیا ہے اور محدثین کرام کی ایک بڑی جماعت نے اسے ثقہ کہا ہے۔ (الفوائد المجموعہ ص ۱۴۹)

مزید لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے اس روایت کو موضوعات میں شمار کیا ہے حالانکہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے ابن جوزی کی یہ بڑی غفلت ہے۔ (الفوائد المجموعہ ص ۲۱۲)

اب وہابی صاحب بتلائیں کیا حال ہیں قارئین کرام کسی محدث کا کسی روایت کی ایک سند سے جحت کا اختلاف کرنا اسے مردود نہیں بناتا۔ وگرنہ سارے ذخیرہ حدیث سے ہاتھ دھونا پڑے گا، حدیث لولاک متعدد اسناد و مسنون سے مروی ہے پھر بفرض محال کہ ان الفاظ سے ثابت نہ ہو تو یہ روایت بالمعنی کے اعتبار سے صحیح ہے اور روایت بالمعنی کا جواز خود وہابی اکابر کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی ارشاد الحق اثری لکھتے ہیں کہ

روایت بالمعنی بلاشبہ سلف وخلف کے نزدیک جائز ہے۔

(احادیث ھدایہ کی فنی حیثیت ص ۸۷)

وہابیوں کے محدث زبیر علی زئی بھی لکھتے ہیں کہ "روایت بالمعنی بھی جائز ہے"۔ (ماہنامہ الحدیث حضرو ستمبر ۲۰۰۵ء ص ۶)

اس لیے کہ محدثین کرام اس کا معنا صحیح تسلیم کرتے ہیں جیسا کہ امام عجلونی نے کشف الخفا میں اور ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں نقل کیا ہے۔ پھر تعدد عرف کی وجہ سے بھی یہ روایت صحیح ہے پھر اسے تلقی بالقبول کا بھی درجہ حاصل ہے۔ اتنے جلیل القدر آئمہ محدثین کرام علمائے اُمت نے اسے قبول کیا اور اصول حدیث میں ہے کہ تلقی بالقبول سے بھی حدیث صحیح ہو جاتی ہے۔ اس کلیہ کو خود وہابی شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے فتاویٰ ثنائیہ میں تسلیم کیا ہے۔

حدیث لولاک کے متعلق اب ہم وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فیصلہ نقل کر دیتے ہیں تا کہ ان کا تھپڑ انہی کا منہ کی مثال

پوری نٹ ہو جائے، چنانچہ وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ان روایات کے متعلق لکھتے ہیں کہ

وهما كالتفسير الاحاديث الصحيحة

یہ دونوں حدیثیں احادیث صحیحہ کی تفسیر کے درجہ میں ہیں۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۱۵۱ ج ۲)

اب تو حدیث لولاک کو موضوع کہنے والے وہابیوں کو ڈوب مرنا چاہیے اگر پھر بھی موضوع کہنے پر ہی اصرار کریں تو خود اپنے وہابی مولوی اسماعیل دہلوی کی سن لیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ موضوع حدیث سے احکام میں کچھ بھی ثابت نہ ہوگا۔ ہاں فضائل میں اس کو (حجت) پکڑا جائیگا۔

جو فضیلت کسی اور دلیل سے ثابت ہو چکی ہو تو اسکو تائید و تفصیل کے طور پر حجت پکڑی جائے گی۔ (الاصول الفقہ ص ۱۰۔۹)

تمہارے وہابی اکابر سے تو فضائل میں موضوع حدیث سے حجت پکڑنا درست ثابت ہو گیا تو گویا تمہارا اس کو موضوع قرار دے کر اسے رد کرنا باطل و مردود ٹھہرا۔

پھر امام سبکی محدث علیہ الرحمہ کی تصحیح کا تمہیں خود اقرار ہے کہ انہوں نے بھی حدیث لولاک کی تصحیح کی ہے مگر اسے امام حاکم کی تقلید میں قرار دینے سے تصحیح کی تقلیط کیسے ہو گئی۔ پھر تمہارا ابن السہاری کی اس پر حسرت کا ستیاناس بھی تمہاری دھوکہ دہی ہے۔ اس لیے کہ اتنے جلیل القدر محدثین کے سامنے ابن السہاری جو کہ ابن تیمیہ کا پٹھو ہے کی کون سُنتا ہے۔

پھر وہابی مولوی کا حدیث لولاک کا قرآن مجید سے تعارض بتلانا اسکی خباثت کا منہ بولتا ثبوت ہے اسکی پیش کردہ آیت کریمہ ہر گز حدیث لولاک کے ہر گز مخالف نہیں اس لیے کہ

اولاً۔ یعبدون کا معنی آئمہ جلیل القدر نے یعرفون کیا ہے اور معرفت خدا رسول کریم علیہ السلام کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔

ثانیاً۔ کسی چیز کی تخلیق میں صرف ایک چیز ہی ضروری باعث نہیں ہے بلکہ زیادہ بھی ہو سکتی ہیں۔

ثالثاً۔ ہماری اس موید روایت حدیث لولاک کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما خلقنا السموٰت والارض وما بينهما الا بالحق

اور جو کچھ آسمان اور زمین اور اس کے درمیان ہے ہم نے نہیں پیدا فرمایا مگر حق کے ساتھ۔ (کنز الایمان)

شیخ محقق محدث جلیل شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں نقل فرمایا ہے کہ بالحق سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مدارج النبوت ص ۴۵۹ ج ۱)

شیخ موصوف کے متعلق وہابیہ کے امام العصر مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ مجھ عاجز کو آپ کے علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں۔ جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔

(تاریخ اہل حدیث ص ۴۷)

معلوم ہوا کہ حدیث لولاک کو قرآن مجید سے تائید حاصل ہے اس کو قرآن مجید کے معارض ثابت کرنا باطل و مردود ہے۔ اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے قبول ہوئی والی روایت کو بھی قرآن مجید کے معارض ثابت کرنا بھی کسی طرح صحیح نہیں ہے اسلئے کہ جلیل القدر محدثین نے اس روایت کو بھی نقل فرمایا ہے اور کسی نے بھی اسے قرآن پاک کے معارض نہیں بیان کیا، کیا یہ سب آئمہ قرآن مجید سے جاہل تھے۔ نعوذ باللہ اور پھر خود اس روایت وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی نقل کر کے احادیث صحیحہ کی تفسیر کے درجہ میں اسے قبول کیا ہے تو گویا موجودہ وہابیوں کا سرغنہ وامام قرآن مجید

سے جاہل رہا، ہماری ان معروضات سے یہ روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ اس روایت توسل ولولاک کو قرآن مجید کے معارض بتلانا غلط باطل ومردود ہے۔

پھر صاحب مضمون وہابی نے اس کی ترکیب نحوی پر اعتراض کیا ہے حالانکہ ان کا یہ اعتراض بھی اہل علم کے ہاں کسی بھی طرح قابل حجت نہیں ہے۔ متعدد علماء کے اقوال سے اس کا ثبوت دیا جا سکتا ہے۔

پھر ہم اتنا ضرور پوچھنا چاہتے ہیں اتنے کثیر التعداد جلیل القدر آئمہ محدثین کرام اہل سیر اولیاء علماء اُمت جنہوں نے اس حدیث لولاک کو نقل کیا اور اسے قبول بھی کیا۔ کیا وہ سب گرائمر صرف ونحو سے جاہل تھے اور آج چودھویں صدی کے وہابی گرائمر میں ماہر ہیں؟

پھر امام بوصیری علیہ الرحمۃ کے قصیدہ بردہ شریف میں اس روایت کی ترکیب کا ثبوت موجود ہونا خود وہابی کو بھی تسلیم ہے اور عرب شاعروں کے کلام میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔

اب حدیث لولاک کی ترکیب نحوی پیش خدمت ہے۔ اس حدیث میں لولا کے بعد ضمیر مجرور کو متصل ذکر کیا گیا اور یہ جائز ہے کیوں کہ لولا کے بعد مبتدا مذکور ہوتا ہے۔ اور خبر محذوف ہوتی ہے اور مبتدا اسم ظاہر بھی ہوتا ہے اور ضمیر بھی عموماً مرفوع منفصل ہوتی ہے لیکن قلیل طور پر ضمیر متصل بھی لائی جاتی ہے اور اس وقت لولا جارہ ہوتا ہے اور مجرور بر بناء ابتداء محلا مرفوع ہوتا ہے۔

چنانچہ ابن حشام انصاری لکھتے ہیں کہ

اذا ولی لولا مضمر فحقه ابن یکون ضمیر رفع نحو لولا انتم لکنا مومنین و سمع قلیلا لولای ولو لاک ولولاه خلافا للمبرد ثم قال سیبویه والجمهور هی جارة للضمیر مختصة کما اختصت حتی والکاف بالظاهر ولا تتعلق لولا نتعلق لولا بشیئی و موضع المجرور بما رفع بالابتداء والخبر محذوف.

جب لولا کے بعد ضمیر لائی جائے۔ تو وہ ضمیر مرفوع ہونی چاہیے مثل لولا انتم لکنا مومنین اور قلیلا سنا گیا ہے لولای لولاک لولاہ برخلاف مبرد کے اور سیبویہ اور جمہور کہتے ہیں کہ یہ لولا جارہ اور ضمیر کے ساتھ خاص ہے جیسے حتی اور کاف کی خبر اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔ اور یہ لولا کسی کے متعلق نہیں ہوتا اور اس کا مجرور بناء برابتداء محلا مرفوع ہوتا ہے۔

(مغنی اللبیب ص ۳۔۵۲۲ ج ۱، طبع کراچی)

امام بوصیری علیہ الرحمۃ کا شعر بھی حدیث لولاک کی ترکیب نحوی کا موید ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورة من
لولاه من لم تخرج الدنیا من العدم

عربی زبان کے مشہور اور مستند شاعر ابو الطیب متنبی کا ایک شعر بھی لولا کے بعد ضمیر مجرور متصل کے استعمال پر واضح دلیل ہے۔ وہ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

الی ذی شیمة لشفقت فؤادی
فلو لاه تعلت به النیاء

(دیوان متنبی ص ۴۲)

معلوم ہوا کہ حدیث لولاک کی ترکیب پر اعتراض ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے پھر جب صرف ونحو کے قواعد کی بنیاد پر عربی لٹریچر کو رد کرنا درست نہیں ہے۔ تو احادیث کے ذخیرہ کو رد کرنا کہاں کی ایمانداری ہے۔

پھر صاحب مضامین وہابی کا اسے عجمی ترکیب بتلانا غلط و باطل و مردود ٹھہرا۔ خود وہابیوں کی گرائمر عربی میں جہالت ملاحظہ کرنا ہو تو خود وہابیوں کے محبوب خطیب عالم مولوی احسان الٰہی ظہیر کی کتاب

رسوائے زمانہ بریلویہ کو دیکھ لو۔ جس میں عربی گرائمر کی غلطیاں ہم ہی نہیں بلکہ تمہارے اس رسالہ محدث کے مدیر اعلیٰ حافظ عبدالرحمٰن مدنی کی زبانی ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳، اگست ۱۹۸۴ء میں درج کی ہیں۔

پھر مسئلہ توسل کو قرآن وسنت کے خلاف بتلانا اور اس کو باطل کہنا وہابی مضمون کا غلط ہے۔ اس کا اثبات کتاب وسنت سے موجود ہے بلکہ خود وہابی اکابر سے بھی انبیاء و اولیاء کے توسل کا ثبوت موجود ہے۔ مثلاً وہابی قاضی شوکانی کی تحفۃ الزاکرین اور وہابی نواب صدیق حسن بھوپالی کی نزل الابرار و تاج المکلل اور مولوی وحید الزماں حیدر آبادی وہابی کی ھدیۃ المہدی جلد اول میں توسل انبیاء و اولیاء کا جواز موجود ہے۔ اس کو پڑھو اور ڈوب مرو۔ بتاؤ کیا تمہارے یہ وہابی اکابر قرآن وسنت کے مخالف باطل و مردود نظریات کے حامل تھے۔ اور توسل کا جواز بیان کر کے یہ سب مشرک ہو گئے۔ خوف طوالت کی وجہ سے حدیث شریف سے صرف ایک حوالہ حاضر ہے۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے نابینا صحابی کو خود اپنے وسیلہ والی دعا تعلیم فرمائی۔

(جامع ترمذی ص ۱۹۸ ج ۲، سنن ابن ماجہ ص ۱۰۰، مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۱۹، مستدرک للحاکم ص ۴۲۴ ج ۱، ص ۸۴ ج ۲، تلخیص المستدرک ص ۴۲۴ ج ۱، عمل الیوم والیلہ للنسائی ص ۴۱۸، عمل الیوم والیلہ لابن سنی ص ۲۰۹، صحیح ابن خزیمہ ص ۲۲۵ ج ۲، الترغیب والترھیب للمنذری ص ۴۷۲ ج ۱، المعجم الکبیر للطبرانی ص ۳۱ ج ۹، المعجم الصغیر للطبرانی ص ۱۸۳ ج ۱، کتاب الدعاء للطبرانی ص ۱۲۸ ج ۲، مسند امام احمد ص ۱۵۹ ج ۴، تاریخ الکبیر للبخاری ص ۲۰۹ ج ۶، جامع صغیر ص ۵۹ ج ۱، خصائص کبریٰ ص ۳۴۷ ج ۲، کنز العمال ص ۹۳ ج ۱، المنتخب لعبد بن حمید ص ۳۴۱ ج ۱، سنن کبریٰ للبیہقی ص ۱۶۶ ج ۶، دلائل النبوت للبیہقی ص ۱۶۷ ج ۶، الدعوات الکبیر للبیہقی ص ۱۵۱ ج ۱، کتاب الشفاء ص ۱۶۵ ج ۱، مجمع الزوائد ص ۲۷۹ ج ۲، اربعون حدیثا لابن عساکر ص ۵۵، الترغیب فی الدعاء ص ۶۲، مجالتہ الراغب ص ۷۰۹ ج ۲، کتاب الاذکار ص ۱۵۷، سنن کبریٰ للنسائی ص ۱۶۹ ج ۶، جامع المسانید والسنن ص ۸ ج ۹)

اس حدیث کو وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۲۷۶ ج ۳، کتاب الوسیلہ ص ۱۴۸، زیارۃ القبور ص ۴۳، وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے نزل الابرار ص ۳۰۴، مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے ھدیۃ المہدی ص ۲۴ ج ۱، وہابی مجتہد قاضی شوکانی نے تحفۃ الزاکرین ص ۱۸۰، دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص ۳۰۰ پر نقل کیا ہے۔

قارئین کرام ایک طرف حبیب خدا سرکار دو عالم امام الانبیا ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ دوسری طرف وہابی فتویٰ شرک ہے۔ غور کیجئے کہ ان وہابیوں کے فتویٰ شرک سے تو خود امام الانبیا ﷺ کی ذات اقدس بھی محفوظ نہیں ہے اس پر بے شمار دلائل قرآن وسنت اور اجماع اُمت کے موجود ہیں پھر سنیت اور قادیانیت کی طرف اس عقیدہ کو لے جانا وہابیوں کی خباثت ہے ورنہ اہلسنت بریلوی کا شیعیت اور قادیانیت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت بریلوی کی ان کے کفر پر مستقل کتب موجود ہیں دوسری طرف وہابیت کا شعیت و قادیانیت کا اندرونی تعلق ہے۔

خود وہابی مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے اپنے وہابیوں نام نہاد اہل حدیثوں کے شعیہان علی ہونے کا اقرار کیا ہے۔ دیکھو ھدیۃ المہدی ص ۱۰۰ ج ۱، نزل الابرار ص ۷ ج ۱۔

صحابہ کرام کی توہین خصوصاً سیدنا امیر معاویہ کی توہین خود وہابی اکابر کا وطیرہ ہے۔ قاضی شوکانی نے سیدنا امیر معاویہ پر لعنت کا قول کیا ہے۔ نیل الاوطار ص ۱۶۸ ج ۷ مولوی وحید الزماں کی کتب تیسیر الباری اور لغات الحدیث میں سیدنا امیر معاویہ اور دیگر صحابہ کرام کی

تنقیص پر مبنی عبارات موجود ہیں۔ پھر تمہارے وہابی شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صحابہ کرام پر سب وشتم کرنے والوں کے کفر سے کف اللسان کرنا بیان کرتے ہیں ۔ فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۹۰ ج ۱۔ رہا قادیانیت سے وہابیوں کا پیار تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نزدیک قادیانی بھی متقی ہو سکتے ہیں ۔ مظالم روپڑی ص ۳۷۔ قادیانیوں کے پیچھے نماز جائز ہے ۔ اخبار اہل حدیث امرتسری ۱۲، اپریل ۱۹۱۵ء اور دیگر شمارے ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی عرصہ دراز مرزا قادیانی کا مدد و معاون رہا بلکہ اس کے کفریات تک کی صحابیت و تاویل کرتا رہا۔ جس پر اس کے رسالہ اشاعۃ السنۃ کی فائلیں گواہ ہیں۔ مزید تفصیل کیلئے مناظر اسلام مولانا ضیاء اللہ قادری صاحب کی کتاب وہابیت و مرزائیت ملاحظہ کریں ۔ ہم صرف بوجہ خوف طوالت تفصیل سے گریز کر رہے ہیں ۔ وگرنہ وہابیوں کی شیعیت نوازی اور قادیانیت نوازی پر فقیر کے پاس بڑا مواد موجود ہے (عنقریب نور ایمان کے ان صفحات پر شائع ہوگا۔ انشاء العزیز)

موضوع روایات سے استدلال وہابیوں کا مرغوب مشغلہ ہے اس کی بھی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً مسئلہ رفع یدین میں فما زالت تلک صلوٰۃ حتی لقی اللہ والی روایت موضوع ہے ۔ خود وہابیہ کے محدث البانی کے اس کے راویوں عصمہ بن محمد اور عبدالرحمٰن بن قریش کو وضاع اور کذاب مانا ہے۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص ۲۶۵ ج ۱، ص ۲۲۸ ج ۲۔ اس کے باوجود آج تک وہابی اکابر سے اصاغر سب اس سے استدلال کرتے آرہے ہیں تقریباً ان کی ہر کتاب کی یہ روایت زینت ضرور ہوتی ہے۔

حرف آخر: قارئین کرام احادیث کے خلاف وہابیوں کا طوفان بدتمیزی کیا منکرین حدیث کی حوصلہ افزائی نہیں کر رہا ہے ۔ اکابرین اسلام پر بداعتمادی کی فضا نہیں بنا رہا؟ جسے دیکھا کہ یہ روایت ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔ اس کو موضوع کہہ دینا ان کا مرغوب مشغلہ ہے۔ جس کتاب کو دیکھا کہ یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے اس کو موضوع جعلی کہنا ان کا وطیرہ ہے لہٰذا یہ لوگ اہل حدیث نہیں بلکہ منکر حدیث و دشمن حدیث ہیں ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆